

2217- نماز استخارہ کی کیفیت اور دعاء استخارہ کی شرح

سوال

نماز اسغار کس طرح ادا کی جائے گی؟  
اور اس میں کونسی دعاء پڑھی جائیگی؟

## پسندیدہ جواب

نماز استخارہ کا طریقہ جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہما کی مندرجہ ذیل حدیث میں بیان کیا گیا ہے :

جابر بن عبد الله السلمي رضي الله تعالى عنهم ببيان كرتة هیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو سارے معاملات میں استغارہ کرنے کی تعلیم اس طرح دیا کرتے تھے جس طرح انہیں قرآن مجید کی سورۃ کی تعلیم دیتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جب تم میں سے کوئی ایک شخص کام کرنا چاہے تو وہ فرض کے علاوہ دور کعت ادا کر کے یہ دعا پڑھے :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَغْفِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَمُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ ثُمَّ تُسْتَبِّهُ بِعِنْدِهِ خَيْرًا فِي عَالَمٍ أَمْرِي وَآجِلٍ قَالَ أَوْنِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَأَنْذِرْنِي مُحْمَّدًا بَارِكَ لِي فِيهِ اللَّهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي شَرِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَذْقِنِي فِي عَالَمٍ أَمْرِي وَآجِلٍ فَاضِفْنِي عَنْهُ [وَأَرْسِفْنِي عَنْهُ] وَأَفْرِزْنِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ" ١

اسے اللہ میں میں تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور تجوہ سے ہی تیری قدرت کے ذریعہ قدرت طلب کرتا ہوں، اور میں تجوہ سے تیر افضل عظیم مانگتا ہوں، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے، اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں، توجہ نہیں، اور میں نہیں جانتا، اور تو تمام غیبیوں کا علم رکھنے والا ہے، الہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لیے میرے دین اور میری زندگی اور میرے انجام کا رکھ کے حافظ سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدار میں کراور آسان کر دے، پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرم، اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے اور میرے دین اور میری زندگی اور میرے انجام کا رکھ کے حافظ سے برابر ہے تو اس کام کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھر دے اور میرے لیے جملائی میسا کر جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔

صحیح بخاری حدیث نمبر (6841) ترمذی اور نسائی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور مسند احمد مسند احمد رضیتھیں۔

اُن حجراً حمَّه اللَّهُ تَعَالَى اسْرَ حَدِيثَ كَيْ شَرَحَ كَرْتَهُ بُونَيْ كَيْتَهُ مِنْ :

الاستغارة: اسماً ہے، اور استغفار اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس نے بہتر چیز اور خیر طلب کی، اس سے مراد یہ ہے کہ ضرورت کے وقت دو کاموں میں سے بہتر اور یحیا کام طلب کرنا۔

قوله: "بسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب معاملات میں استخارہ کرنا سمجھاتے تھے"

ابن ابی حمزة کہتے ہیں : عام کہ کر خاص مراد یا گیا ہے، کیونکہ کسی واجب اور مستحب کام کرنے کے لیے استخارہ نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کسی حرام اور مکروہ کام کو ترک کرنے کے لیے استخارہ ہو گا، بلکہ جب کوئی مباح اور مستحب کام میں سے دو معاملے ایک دوسرے کے معارض ہوں کہ اسے کونسے عمل سے ابتداء کرنی چاہیے اور کس کام پر اقتدار کرنے کے لیے استخارہ ہو گا۔

میں کہتا ہوں : یہ عموم ہر حکیم اور عظیم کام کو شامل ہے، ہو سکتا ہے کسی حکیم اور چھوٹے سے کام کرنے کے نتیجے میں امر عظیم حاصل ہو جائے۔

قولہ : "اذا حم" جب اسے کوئی کام درپیش ہو۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں : "جب تم میں کوئی کام کرنا چاہے تو وہ یہ کے"

قولہ : "تو وہ فرض کے علاوہ دور کھت ادا کرے"

اس میں نماز فخر سے احتراز کیا گیا ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ "الاذکار" میں کہتے ہیں : مثلاً اگر کسی نے نماز ظہر کے فرضوں یا دوسری سنت مونکہ کے بعد دعاء استخارہ کہی، ... اور ظاہر یہ ہوتا ہے ایسا کہما جائے :

اگر اس نے یعنیہ اس نماز اور نماز استخارہ کی نیت کی تو یہ کافی ہو گی، لیکن اگر نیت نہ کی تو پھر نہیں۔

اور ابن ابی حمزة کہتے ہیں : نماز کو دعاء سے مقدم کرنے میں حکمت یہ ہے کہ : استخارہ سے مراد دنیا اور آخرت کی خیر و جلالی جمع کرنا ہے، اس لیے مالک الملک کا دروازہ کھٹکھٹا نے کی ضرورت ہے، اور اس کے لیے نماز سے بہتر اور افضل اور نفع مند چیز کوئی نہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی حمد و تعریف اور شاء، اور مالی اور حال کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی طرف متعال ہے۔

قولہ : "ثم یقل" پھر یہ کے "ظاہر یہ ہے کہ یہ دعاء دور کھت نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی جائیگی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں نماز کے اذکار اور دعاء کی ترتیب ہو تو اس طرح فراغت کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل دعاء پڑھے۔

قولہ : "اللَّمَّا أَنْتَ بِإِيمَانِكَ" یہاں باء تعلیل کے لیے ہے، یعنی اس لیے کہ اے اللہ تو زیادہ علم والا ہے۔

اور اسی طرح "بقدرتک" میں بھی باء تعلیل کے لیے ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ باء استغاثہ کی ہو۔

قولہ : "استغدر ک" اس کا معنی یہ ہے : میں تجوہ سے طلب کرتا ہوں کہ مطلوبہ عمل اور کام پر مجھے قورت عطا کر، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو : میں تجوہ سے اس کام میں آسانی اور سوالت کا طلبگار ہوں، یعنی میری قدرت میں کر دے۔

قولہ : "وَاسْتَكِ منْ فَنَكَ" یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ رب کی جانب سے عطا اس کی جانب سے فضل ہے، اور کسی ایک کو بھی اس کی نعمتوں میں اس پر حق حاصل نہیں، جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

قولہ : "فَأَنْكَ تَقْدِرُ وَلَا تَعْلَمُ" تو قدرت اور طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں۔

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ یقیناً علم اور قدرت صرف اللہ وحده کے لیے ہی ہے، اور اس میں سے بندے کے لیے وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدار میں رکھا ہے۔

قولہ: "اَلْمَمْ اَنْ كَنْتْ تَعْلَمْ اَنْ هَذَا الْأَمْرُ" اے اللہ اگر تجھے علم ہے کہ یہ کام۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "پھر اس کام کا بعینہ نام لے" اس کا ظاہر سیاق یہی ہے کہ اسے زبان سے ادا کرے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ دعاء کرتے وقت اس کام کو اپنے ذہن میں رکھے۔

قولہ: "فَاقْرَهْ لِي" یعنی اسے میرے لیے پورا کر دے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے: میرے لیے اس کام کو آسان کر دے۔

قولہ: "فَاصْرِفْ عَنِّي وَاصْرِفْ عَنْهُ" اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور کر دے۔

یعنی اس کام کو چاہئے کے باوجود اس کام کو نہ کر سکنے کی حالت میں اس کے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔

قولہ: "وَرَضِنِي" یعنی مجھے اس پر راضی کر دے، تاکہ میں اسے طلب کرنے اور نہ ہی اسے کرنے پر نادم نہ رہوں، کیونکہ مجھے اس کے انجام کی نہر نہیں، اگرچہ میں اس کام کو کرنے کی خواہ مش کے وقت اس پر راضی تھا۔

اس میں رازیہ ہے کہ اس کا دل اس کام کے ساتھ معلم نہ رہے اور وہ کبیدہ خاطر نہ ہو، بلکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے، اور فیصلہ اور قضاء پر راضی اور سکون نفس حاصل ہو سکے۔

حافظ ابن حجر رحمہ تعالیٰ کی شرح کی تلخیص ختم ہوئی، دیکھیں: کتاب الدعوات و کتاب التوحید صحیح البخاری۔

واللہ اعلم۔